مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء

اسلامی وردی چھوڑنے کا نتیجہ

آج امتِ مسلمہ نے اپنی سرکاری وردی جو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عطا ہوئی تھی اس کو اتارا، اور صرف اتارا ہی نہیں؛ بلکہ مبغوض اور گمراہ قوموں کی (یہود و نصاریٰ کی) وردی کو اپنالیا، اور اب تک انگریزی بال کی نسبت انگریز کی طرف ہے، اب اُمتِ مسلمہ اپنی وردی کو ترک کرکے ڈیوٹی دے گی تو کیا انجام ہوگا؟ معطل ہوگی یا نہیں؟ غضب اور عذاب کا خطرہ ہے یا نصرت اور رحمت کی مستحق ہوگی؟ پھر شکوہ یہ کہ آج مسلمان ہر طرف شکست کھارہے ہیں، بیت المقدس چھن گیا، اللہ تعالیٰ ہماری مدد نہیں کررہے ہیں، ہر طرف پٹ رہے ہیں۔ ع

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

شیخ الاسلام عارف باللہ منجی الامۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

طبیب الامۃ مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۱۲

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ الاسلام شیخ عارف اللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب علیہ الرحمۃ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔ پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔(انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ	۳
۲	خزائن القرآن	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ	۸
۳	خزائن الحدیث	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ	۱۱
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ	۱۵
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نوراللہ مرقدہ	۱۷
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتھم	۱۹
۷	دردِ دل کی آہ وفغاں	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۸	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ	۲۵
۹	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نوراللہ مرقدہٗ	۲۷
۱۰	دردِ محبت	حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸
۱۱	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ	۲۹
۱۲	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۳	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نوراللہ مرقدہ	۳۱
۱۴	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نوراللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

پہلی روایت: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مجھے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور کے فیض سے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ نور سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ جہنم، نہ آسمان تھا نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن اور نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔ ایک حصے سے قلم، دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش پیدا کیا۔ الخ (رواہ عبدالرزاق)

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا گیا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن چیزوں کے بارے میں دیگر احادیث میں یہ آیا ہے کہ انہیں پیدا کیا گیا ہے، وہ سب چیزیں درحقیقت نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہوئیں۔

دوسری روایت: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت ہی خاتم النبیین بن چکا تھا جس وقت حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام گارے کی شکل میں تھے (یعنی ابھی ان کا

پتلا بھی نہیں بنا تھا)۔ (رواہ احمد والبیہقی وصاحب المشکوٰۃ)

تیسری روایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: (مجھے اس وقت نبوت مل چکی تھی) جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اور جسم کے درمیان تھے (یعنی ان کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی۔ (رواہ الترمذی)

چوتھی روایت: حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کب نبی بنائے گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اور جسم کے درمیان تھے، اس وقت مجھ سے (نبوت کا) عہد لیا گیا تھا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا آپ سے بھی اور نوح سے بھی۔ (رواہ ابن سعد)

پانچویں روایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور ایک نور تھا۔

یعنی کم از کم چودہ ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا۔ پس اگر کسی روایت میں زیادہ عرصہ کا ذکر ہو تو اس میں شبہ نہ کیا جائے، باقی رہا کہ پھر چودہ ہزار کو کیوں ذکر کیا گیا تو ہوسکتا ہے کہ اس عدد (چودہ ہزار) کو اس وقت کی صورت حال کے مطابق کسی خاص ضرورت کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہو۔

چھٹی روایت: حضرت سہل بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے اول کیسے

ہیں؟ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام روحوں سے عہد لیتے وقت تمام انبیاء کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت سے نکالا اور ان سے یہ اقرار لیا: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' تو جواب میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بَلیٰ (کیوں نہیں؟ آپ ہی ہمارے رب ہیں) کہا تھا۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء سے اول ہونے کا شرف حاصل ہے، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخر میں تشریف لائے۔

فائدہ: اگر عہد لیتے وقت روح کا جسم سے تعلق ہو بھی گیا ہو تو بھی روح ہی کے احکام غالب ہیں اس لئے اس روایت کو نور والی روایات میں ذکر کرنا مناسب سمجھا اور پر حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد لیا گیا اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے بعد عہد الست لیا گیا۔ ممکن ہے کہ وہ عہد، عہدِ نبوت ہو جس میں دوسرے شریک نہ ہوں جیسا کہ اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی ہے۔

ساتویں روایت: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں کچھ اشعار کہوں۔ (چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف عبادت ہے، اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو صحیح سالم رکھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ اشعار پڑھے ؎

ترجمہ: زمین پر آنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ودیعت گاہ (حضرت آدم علیہ السلام

کی پیٹھ) میں تھے۔ اور جنت کے سائے میں خوشحالی کی زندگی بسر کررہے تھے، جہاں حضرت آدم علیہ السلام جنت کے درختوں کے پتے اوپر تلے جوڑ رہے تھے، (حضرت آدم علیہ السلام زمین پر آنے سے پہلے جب جنت میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے، ودیعت گاہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ ہے جیسا کہ ''فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ'' کی تفسیر میں مفسرین نے کہا ہے، اور پتے جوڑنا اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ممنوع درخت کا پھل کھالیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے درختوں کے پتے ملا ملا کر اپنا بدن ڈھانپا یعنی اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تشریف لائے، اس وقت آپ نہ بشر تھے اور نہ مُضْغَةٌ (گوشت کا لوتھڑا) اور عَلَقَ (جما ہوا خون) کیونکہ یہ حالتیں ماں کے پیٹ میں بچے کے جسم بننے کے وقت ہوتی ہیں اور زمین پر اترتے وقت آپ کی ایسی حالت تو تھی نہیں کیونکہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ زمین پر اُترے، غرض آپ نہ بشر تھے، نہ علقہ، نہ مضغہ) بلکہ (باپ داداؤں کی پیٹھ میں) صرف پانی کا ایک مادہ تھے، وہ مادہ (حضرت نوح علیہ السلام) کی کشتی میں بھی سوار تھا۔ اس وقت نسر بُت اور اس کے ماننے والوں (یعنی قومِ نوح) کو طوفان نے گردنوں تک اپنے اندر غرق کیا ہوا تھا (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعے وہ مادہ کشتی میں سوار تھا) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ز جودش کرد گشتے راہ مفتوح بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی سے راستہ نہ کھلتا تو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ تک کیسے پہنچتی، اور وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک منتقل ہوتا رہا، جب ایک عالم گذر جاتا تو دوسرا عالم شروع ہوجاتا تھا (یعنی وہ مادہ باپ داداؤں کے مختلف طبقات میں ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتش نمرودی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیٹھ میں مخفی تھے۔ پھر بھلا حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں کیسے جل سکتے تھے! (پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرف آگے منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاندانی شرافت وفضیلت خندف کی اولاد میں ایک بلند جوٹی (خاندان بنی ہاشم) پر جاکر ٹھہر گئی۔ جس کے نیچے اور چھوٹی چوٹیاں تھیں۔ (یعنی دوسرے خاندان) تھے (خندف آپ کے دور کے دادامدرکہ بن الیاس کی والدہ کا لقب ہے یعنی ان کی اولاد میں آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں کا آپس میں ایسا تعلق تھا جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے چوٹی کے درمیان ہوتا ہے۔ اور چھوٹی چوٹی سے اس طرف اشارہ ہے کہ خندف کی اولاد کے علاوہ باقی خاندان خندف کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسا کہ پہاڑ کی اونچی چوٹی کے مقابلہ میں نیچے چھوٹی چھوٹی چوٹیاں ہوتی ہیں، گویا ہاشمی خاندان پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی اور خندف کی اولاد پہاڑ کی چھوٹی چوٹی ہے اور ان کے علاوہ باقی خاندان پہاڑ کے نیچے کا حصہ ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے تمام جہاں منور ہوگیا، ہم اس روشنی اور نور سے ہدایت کے راستے طے کررہے ہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

تقویٰ کا نور

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۔

ترجمہ: اور قسم ہے (انسان کی) جان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست بنایا، پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتوں) کا اس کو اِلقاء کیا، یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس (جان) کو پاک کرلیا، اور نامراد ہوا جس نے اس کو (فجور میں) دبادیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے امتحان کیلئے میں نے تمہارے نفس کے اندر دونوں مادّے رکھ دیئے: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ہم نے تمہارے نفس میں فجور کا مادّہ بھی رکھ دیا کہ تم گناہ کرسکتے ہو، خوب تقاضا ہوگا۔ اور تقویٰ اور اپنا خوف بھی رکھ دیا۔ لہٰذا جس سائیڈ کو چاہو رگڑ کر اس میں تقویت پیدا کردو۔ دیا سلائی میں دو سائیڈ ہوتی ہیں، لیکن جب تک رگڑو گے نہیں جلے گی نہیں، لہٰذا یہ ظلم نہیں ہے کہ اللہ میاں نے کیوں ہمارے اندر گناہ کا مادّہ رکھ دیا۔ جیب میں

دیا سلائی ہوتی ہے تو کیا جیب کو جلا دیتی ہے؟ رگڑنے سے آگ لگتی ہے۔ اسی طرح نفس میں ایک طرف فجور ہے ایک طرف تقویٰ ہے۔ اگر حسینوں سے، نمکینوں سے، عورتوں سے، لڑکوں سے میل جول کروگے تو نافرمانی کے مادّے میں رگڑ لگ جائے گی اور گناہ کی آگ بھڑک جائے گی، اور اگر تم اللہ والوں کے پاس رہوگے تو فرمانبرداری کے مادّے میں رگڑ لگ جائے گی اور تقویٰ کا نور روشن ہوجائے گا۔

کیونکہ تقویٰ کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ نافرمانی کا تقاضا ہو اور پھر اس کو روکے اور اس کا غم اُٹھائے اس غم سے پھر تقویٰ کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اگر مادّۂ فجور نہ ہوتا تو کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْھَوٰی نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی جو نفس کی بُری خواہش کو روکتا ہے وہ متقی اور جنتی ہوتا ہے، تو جب ھویٰ کو روکنا ہے تو ھویٰ کا وجود ضروری ہوا، ورنہ اگر ہم کہہ دیں کہ ہمارے ہاتھ میں جو چشمہ ہے اس کو دیکھنا مت اور ہاتھ میں چشمہ نہ ہو تو کلام لغو ہوگیا اور اگر چشمہ ہے تو اب کلام صحیح ہوا۔ معلوم ہوا کہ ہر نہی اپنے منہی عنہ کے وجود کی متقاضی ہے اگر منہی عنہ نہیں ہے تو نہی لغو ہے، اور اللہ کا کلام پاک ہے لہٰذا مادّۂ ھویٰ کا ہونا لازم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی جو ہمارے خاص بندے ہیں وہ بُری خواہشات کو روکتے ہیں اور روکنے کا غم اُٹھاتے ہیں کیونکہ نفس کا مزاج

یہی ہے، اس کی غذا گناہ ہے۔

اس لئے جبرئیل علیہ السلام کو متقی کہنا جائز نہیں، معصوم کہنا چاہئے، فرشتوں کو ہم معصوم کہتے ہیں متقی نہیں کہہ سکتے کیونکہ متقی وہ ہے جس کو گناہ کا تقاضا ہو اس کو روکے، اس کا غم اُٹھائے۔ تقویٰ کا نام ہے کَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْھَوٰی کا یعنی نفس کو اس کی بُری خواہش سے روکنا، اور فرشتوں میں بُری خواہش ہے نہیں لہٰذا فرشتوں کو معصوم کہنا تو جائز ہے لیکن متقی کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ پوری دنیا میں حسن میں اول آنے والی لڑکی کو اگر جبرئیل علیہ السلام کی گود میں بھی رکھ دو تو انہیں پتا ہی نہیں چلے گا کہ یہ لوہے کا کھمبا ہے یا ڈنڈا ہے یا لکڑی ہے یا پتھر ہے یا کوئی لڑکی ہے۔ ان کو کوئی بُرا تقاضا ہی نہیں ہوگا۔

فرشتے جانتے ہی نہیں کہ گناہ کیا چیز ہے؟ ان کے اندر صلاحیت ہی نہیں کہ وہ اس کو سمجھ لیں اسی لئے پیغمبر انسان بھیجا جاتا ہے تاکہ اُمت کے تمام تقاضا ہائے بشریت کو سمجھ سکے۔ فرشتے چونکہ تقاضائے بشریت کے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے اس لئے اصلاحِ نفوسِ بشریہ کے قابل نہیں ہوتے، ان کو نبی نہیں بنایا جاتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تمہارے نفس میں تقاضے ہوں تم ان کو روکو اور غم اٹھاؤ تاکہ میدانِ محشر میں پیش کرسکو کہ ہم نے آپ کے لئے بڑے غم اُٹھائے ہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

ایمان کے ساتھ تقویٰ ضروری

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَّاجْتِهَادٍ وَّذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَةِ يَعْنِي الْوَرَعَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے عبادت اور اطاعتِ الٰہی میں کوشش کا ذکر کیا اور ایک شخص نے پرہیزگاری کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو (یعنی عبادت اور اطاعت میں کوشش کرنا) پرہیزگاری کے مساوی نہ ٹھہرا (یعنی پرہیزگاری بڑی چیز ہے)۔

تشریح: تقویٰ کے ساتھ تھوڑی عبادت سے بھی بڑی برکت ہوتی ہے، اور کثرتِ عبادت کے ساتھ گناہوں کی بھی عادت سے بڑی بے برکتی رہتی ہے اسی لئے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک گناہ کی عادت کو ترک کردینا لاکھوں تہجد کی نمازوں سے افضل ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ہمارے اولیاء وہی ہیں جو متقی ہیں گناہوں کی عادت اور اصرار کے ساتھ کوئی شخص صاحبِ نسبت (یعنی ولی اللہ) نہیں ہوسکتا۔ ولایت اور فسق میں تضاد ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کیلئے ایمان کے ساتھ تقویٰ کا حصول بھی ضروری ہے جو عادتاً متقین کاملین کی صحبت کے فیضان سے حاصل ہوا کرتا ہے ؎

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر
نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهٗ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون الاودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت شمار کرو: (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔ (۲) بیماری سے پہلے صحت کو۔ (۳) افلاس سے پہلے خوش حالی کو۔ (۴) مشاغل سے پہلے فراغت کو۔ (۵) موت سے پہلے زندگی کو۔

تشریح: غنیمت شمار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو لہو ولعب اور فضول غیر مفید کاموں میں ضائع نہ کیا جاوے یعنی اپنی جوانی، صحت، خوش حالی، فراغ اور زندگی کی نعمت کو قبل اس کے کہ بڑھاپا، بیماری، افلاس، مشاغل، موت ان نعمتوں کو ہم سے چھین لیں، ان لمحات میں اعمالِ صالحہ سے آخرت کا ذخیرہ کرلیا جاوے۔ ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں عبادت کو بھی دل چاہے گا تو جوانی جیسی طاقت کہاں سے لائے گا، اسی طرح اگرچہ بیماری میں زیادہ خدا یاد آتا ہے لیکن عبادت کی طاقت نہیں رہتی، دل کی حسرت دل میں رہے گی، اسی طرح افلاس میں دل تو معاش کی فکر میں مبتلا رہے گا، خدا کی عبادت کی فرصت کو دل ترسے گا، اسی طرح مشاغل سے پہلے فراغ اور موت سے پہلے زندگی کی نعمت کو قیاس کرلیا جاوے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ اَحَدُكُمْ اِلَّا غِنًى مُطْغِيًا اَوْ فَقْرًا مُنْسِيًا اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ

اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص دولت منداور تونگری کا انتظار کرتا رہتا ہے جو گناہ گار کرنے والی ہے یا افلاس کا انتظار کرتا رہتا ہے جو خدا کو بھلا دینے والا ہے (دولت کی قدر نہ کر کے اس کو ضائع کر دینا گویا افلاس کا انتظار کرنا ہے) یا بیماری کا انتظار کرتا ہے (یعنی صحت کی قدر نہ کرنے کے سبب) جو بدن کو خراب وتباہ کر دینے والی ہے یا بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے جو بدحواس وبے عقل بنا دیتا ہے یا موت کا انتظار کرتا رہتا ہے جو ناگہاں اور جلد آنے والی ہے یا دجال کا انتظار کرتا ہے جو بُرا غائب ہے جس کا انتظار کرتا رہتا ہے یا قیامت کا انتظار کرتا ہے جو سخت ترین اور تلخ ترین حوادث میں سے ہے۔

تشریح: یعنی اس انتظار اور آج کل کے وعدوں میں انسان آخرت کی تیاری سے غافل رہتا ہے، اسی لئے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ اور طاعات کیلئے سکون اور اطمینان کا انتظار نہ کرو۔ جس حالت میں بھی ہو فوراً خدا کی یاد میں لگ جاؤ کہ یادِ خدا ہی سے تو اطمینان نصیب ہوگا اور تم یادِ خدا کو اطمینان کے انتظار میں موقوف کئے ہوئے ہو، یہ کس درجہ نادانی ہے! ذکر ہر حالت میں مفید ہے خواہ تشویشِ قلب کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو ؎

گفت قطب شیخ گنگوہی رشید ذکر را یابی بہ ہر حالت مفید

ترجمہ: یہ احقر کی مثنوی کا شعر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ہے کہ ذکر کو خواہ سکون میں ہو یا بے سکون ہر حالت میں مفید پاؤ گے۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

ماضی و مستقبلت پردۂ خداست

یعنی سالک کو ماضی کا غم اور مستقبل کا اندیشہ اصلاحِ حال سے محروم کر دیتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ ماضی کے گناہوں سے ایک مرتبہ دل سے توبہ کر کے پھر بار بار اسی کی یاد میں نہ لگا رہے، بندہ خدا کی یاد کیلئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ گناہوں کی یاد کیلئے، اسی طرح مستقبل کا اندیشہ کہ جب پھر گناہ ہو جائے گا تو اس توبہ سے فائدہ ہی کیا، یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں حجاب ہیں، آئندہ کیلئے صرف پختہ ارادہ گناہ نہ کرنے کا کافی ہے، اور اگر ہو گیا تو پھر توبہ سے اس کی تلافی کا راستہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ آئندہ کا انتظار کہ کیا ہوگا نہ چاہئے، جس حالت میں سانس لے رہا ہے اس سانس کو اعمالِ صالحہ میں لگائے اور گناہوں سے بچائے، حال کو درست رکھے اور آج کا کام کل پر نہ ٹالے ع

نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

اعمال کو کل پر ٹالنا خلافِ طریق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے کے اُصول کے خلاف ہے۔ اس حدیث شریف میں اسی بیماری کا علاج ارشاد فرمایا گیا ہے کہ بعض لوگ مفلس ہیں وہ مال داری کے انتظار میں اعمالِ آخرت کی طرف اپنے کو مشغول نہیں کرتے، اور جو مال دار ہیں وہ افلاس کے انتظار میں ہیں یعنی دولت کو گناہوں یا فضول کاموں میں اُڑا رہے ہیں حالانکہ اس دولت سے ذخیرۂ آخرت کر سکتے تھے۔ اسی طرح صحت کو نافرمانیوں یا غفلتوں میں ضائع کرتے ہیں گویا بیماری کا انتظار کر رہے ہیں آخرت کے اعمال کیلئے۔ اسی طرح جوانی کو رائیگاں کر رہے ہیں بڑھاپے کے انتظار میں اور زندگی کو ضائع کر رہے ہیں موت کے انتظار میں اور باقی مضمون کو اس تشریح پر قیاس کر لیا جاوے۔ انتظار کرنے کا عنوان ڈانٹ اور تنبیہ کیلئے ہے کہ غفلت کا پردہ خاک ہو۔

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

فرمایا کہ آجکل ان دکاندار جہلاء صوفیوں نے اللہ کی مخلوق کو گمراہ کردیا ان کی اور سچے صوفی کی ایسی مثال ہے گو فحش مثال ہے مگر ہے منطبق جیسے ایک بازاری عورت اور ایک گھرستن سو وہ بازاری عورت کتنا سامان کرتی ہے لوگوں کو پھنسانے کا اور قسم قسم کے روپ بدلتی ہے۔ ناز و انداز دکھلاتی ہے پوڈر ملتی ہے اور شب و روز اسی فکر میں رہتی ہے کہ اس کو لاؤ اس کو لاؤ بخالف گھرستن کے کہ ایک ہی پر اکتفا کئے بیٹھی رہتی ہے جس میں ایک استغناء و ناز کی شان ہوتی ہے اسی کو فرماتے ہیں ؎

زیر بارند درختاں کہ ثمرہا دارند　　اے خوشا سرو کے بند غم آزاد آم

دل فریباں نباتی ہمہ زیور بستند　　دلبر ماست کہ باحسن خدا داد آمد

فرمایا کہ استفتاء آیا تھا اس میں سوال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو شہید کرنا واجب ہے یا باقی رکھنا چاہئے میں سخت پریشان ہوا ضابطہ کا جواب تو یہ

ہی تھا کہ مقابر مقابر سب ایک مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور دل میں ایک فرق ڈال دیا اس فرق کی بناء پر میں نے جواب لکھا کہ نصوص میں ممانعت بناء علی القبر (پہلے قبر بنا کر اس پر تعمیر بنانا) کی ہے قبر فی البناء (تعمیر کے اندر قبر بنانا) کی ممانعت نہیں اور روضہ مبارک مفہوم ثانی کا مصداق ہے نہ کہ مفہوم اول کا پھر حضرات صحابہ وتابعین نے اس کو بلا نکیر باقی ومحفوظ رکھا لہٰذا اس کا انہدام واجب کیا جائز بھی نہیں خلاصہ یہ کہ وہ بناء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی وجہ سے نہیں بنائی گئی بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بناء سابق میں دفن کیا گیا پھر صحابہؓ وتابعین واتباع تابعین نے برابر اس کی حفاظت کی جب یہ مضمون ''النور'' میں شائع ہوا اور بمبئی میں حکیم محمد سعید صاحب کے پاس گیا ان کے پاس ایک بدعتی مولوی نے دیکھا اس کو وجد ہو گیا اور کہنے لگا کہ واقعی جواب یہ ہے کہ مجھے اس پر ناز نہیں میری حقیقت ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ جس سے چاہیں اپنا کام لے لیں۔

فرمایا کہ مجھ کو عبث اور فضول سے ہمیشہ نفرت ہے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ خطوط میں اشعار لکھا کرتے ہیں میں تو اپنے احباب کو خطوط میں اشعار لکھنے کو منع کر دیتا ہوں کہ اکثر فضول ہوتے ہیں یا اگر مضمون بھی فضول نہ ہو اتب بھی مبتدی ان کو فضول موقع پر لکھتا ہے آج بھی ایک خط ایسا ہی آیا ہے میں نے لکھ دیا کہ چونکہ آپ کے پرچہ میں بہت ہی تکلف کی تحریر ہے اس لئے آئندہ ایسا تکلف نہ کیا جائے ایسی باتیں عرفاً بڑی جگہوں میں کھپتی ہیں۔ میں تو ایک معمولی طالب علم ہوں جس کی سیدھی سادھی زندگی ہے اور ایسی ہی باتیں پسند بھی ہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ دنیا کمانے کی ممانعت نہیں ہے، اس کی محبت منع ہے، اس سے دل لگانا اور دل میں اسے جگہ دینا منع ہے، اس کے حقوق نہ ادا کرنا یہ بُرا ہے۔ جس طرح پانی کے بغیر کشتی نہیں چل سکتی، کشتی کے چلنے کے لئے پانی کا ہونا ضروری ہے اسی طرح ضروریات کے لئے بقدر ضرورت دنیا ہونا چاہئے، پانی کشتی کے باہر رہے تب تو کشتی چلے گی۔ اگر پانی کشتی میں آنے لگ جائے تو وہی ڈبودے گا۔ اسی طرح دنیا ہاتھ میں رہے اور دین دل میں رہے، ترقی کرتا چلا جائے گا۔ تو دنیا کماؤ مگر دل میں اس کی محبت نہ ہو، دل میں جگہ نہ ہو اگر ناجائز کاموں میں گناہوں میں خرچ کرتا ہے تو محبّ الدنیا ہوجائے گا اور اگر جائز کاموں میں خرچ کرتا ہے وہی محبّ اللہ ہوجائے گا، اسی کو خواجہ صاحب نے فرمایا ہے ؎

کسب دنیا تو کر ہوس کم رکھ　　اس پہ تو دین کو مقدم رکھ
دینے لگتا ہے پھر دھواں یہ چراغ　　اس کی لو کو تو ذرا مدھم رکھ

ارشاد فرمایا کہ چراغ کی لو کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ چھپر پھونک دے۔ دنیا کماؤ قاعدے

سے کماؤ، قاعدہ سے خرچ کرو، شریعت نے اس کے طریقے بتلائے ہیں احکامات بتلائے ہیں، ان کی پابندی کرتے ہوئے کماؤ اس طرح کمانے سے ایک انسان اللہ کا خاص بندہ بھی بن سکتا ہے اور ساتھ ہی دولت مند بھی ہوسکتا ہے، جب نبوت اور بادشاہت جمع ہوسکتی ہے تو ولایت اور امارت کیوں نہیں جمع ہوسکتی ہے، اس طرح کے لوگ ہوئے ہیں اور ہیں، علمائے سلف میں لکھا ہے کہ خراسان میں ایک عالم تھے دینی اعتبار سے ان کا مقام یہ تھا کہ وہ سب سے بڑے عالم تھے انہیں کا فتویٰ مانا جاتا تھا دینی لحاظ سے تو یہ مقام تھا۔ دوسری طرف مالدار اتنے تھے کہ ملک التّجار تھے، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو تین دفعہ سونے سے تول کر سارا سونا خیرات کیا، اندازہ لگائیے کہ کتنے دولت مند تھے ان کے پاس دونوں چیزیں تھیں۔

ارشاد فرمایا کہ جب تک دل میں اللہ کی محبت غالب نہ ہوجائے اس وقت تک معاملہ مشکل معلوم ہوتا ہے، پھر دنیا کی محبت یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے حدیث میں فرمایا گیا:

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ (الجامع الصغیر: ۱/ ۱۴۶)

''دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔''

کسی کا ترکہ کیوں مارتا ہے؟ مال کی محبت کی بنا پر، رشوت لیتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے اور مال کی محبت کی وجہ سے چوری کرتا ہے۔ یہ سب چیزیں دل کے بگڑنے کی وجہ سے ہیں۔ میرے عزیز دوستو! اگر دل بگڑا ہوا ہے تو ساری زندگی تباہ و برباد ہوجاتی ہے۔

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب زید مجدہم

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

میاں جی سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، ،وہ محدث تھے،ان کے یہاں دینی مجلس ہوا کرتی تھی۔ایک دن جب مجلس شروع ہونے والی تھی انہوں نے کہا کہ آج مجلس عربی زبان میں ہوگی،اب وہاں موجود حاضرین کو تعجب ہونے لگا کہ آخر حضرت نے عربی زبان کی قید کیوں لگادی؟ پھر جو لوگ وہاں موجود تھے اور ان میں بھی جن کو عربی آتی تھی،لیکن انہیں عربی بولنے پر مہارت نہیں تھی ،انہوں نے اس دن بہت سوچ سوچ کر چند جملے ہی کہے اور اس طرح اس دن دوسرے دنوں کے مقابلے بہت جلد مجلس ختم ہوگئی،اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ان کے خادم نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت آج یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر آپ نے مجلس میں عربی بولنے کی قید کیوں لگادی،اس پر حضرت مولانا نے جواب دیا روزانہ دو گھنٹوں تک جاری رہنے والی مجلس کے دوران کچھ ایسی باتیں بھی ہوتی تھیں جن سے دین کا کوئی نفع نہیں تھا،گویا کہ ایک طریقہ سے

اس میں مصروف رہکر ہم لوگوں کا قیمتی وقت ضائع ہوتا تھا۔عربی میں بولنے کی قید اسی لئے لگا دی کہ اب سوچ سوچ کر بولنا پڑے گا،جس کے نتیجہ میں ضروری اور اہم ہی باتوں کا ذکر ہوگا،اسی لئے آج کی مجلس آدھے گھنٹے ہی میں مکمل ہوگئی۔

اللہ والے اسی لئے بیدار مغز کہلاتے ہیں،ان میں وقت کی قدر کرنے کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔وہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے ہیں۔حضرت شاہ ہردوئی نوراللہ مرقدہ کو میں نے دیکھا کہ ہمہ وقت ہاتھ میں گھڑی رہا کرتی تھی،اندر باہر کہیں بھی جارہے ہیں ہاتھ میں گھڑی موجود ہے،جب کہیں دوسرے مقام پر تشریف لے جاتے تو پوچھا کرتے تھے جماعت کتنے بجے ہے پھر اپنی گھڑی دیتے کہ لواور اس کو مسجد لیجا کر وہاں کی گھڑی سے ملا کر لاؤ،حضرت والا کے یہاں وقت کی قدر بہت تھی،ایک ایک لمحہ کو مصرف میں لاتے تھے اور یہی وہ دوسروں کو بھی سکھاتے تھے۔آج ہمارا وقت ضائع ہوتا رہتا ہے،اپنے وقت کو کام میں لگاؤ،اللہ کی یاد میں مصروف رہا کرو،اللہ والوں کے پاس جو لوگ حاضر ہوتے ہیں انہیں اللہ والے یہی تو سکھاتے ہیں کہ مالک کو کسی بھی حال میں نہ بھولو،خواہ خلوت میں رہو یا جلوت میں ،مالک کو ہمیشہ یاد کرتے رہا کرو اس کا ذکر ہر دم کیا کرو۔ذکر اللہ کی کثرت سے دل میں نور پیدا ہوجائے گا اور خود بخود گناہوں سے بچنے کی جانب طبیعت راغب ہوجائے گی۔اب دعا کرلی جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچائے اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ
دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

روحِ تصوف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ فراست کا دعویٰ کرے البتہ دوسرے کی فراست سے ڈرنا چاہئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کی فراست سے ڈرو۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ فراست سے کام لو۔ اور جو شخص فراست سے ڈرنے کا خود مامور ہے اس کا فراست کا دعویٰ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ خلق عظیم (یعنی حسن خلق) کی علامت یہ ہے کہ وہ نہ کسی سے جھگڑنے پائیں جس کی وجہ حق تعالیٰ کی غایت معرفت ہے (کہ اس معرفت سے ان قصوں کی اس کو فرصت ہی نہیں ہوتی)۔

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے کہ جو شخص چالیس دن کسی خصلت وعادت کی پابندی کرتا تو اللہ تعالیٰ اس خصلت کو اس کیلئے مثل طبعی عادت کے بنادیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے سخی (اور مستغنی) رہنا اس سخاوت سے افضل ہے کہ اپنی موجودہ چیز خرچ کرے (طلب یہ ہے کہ لوگوں کی چیزوں سے نظرِ طمع۔۔ قطع کرے۔ اور ان کی مملوکہ اشیاء کی حرص نہ کرے تو یہ بھی ایک سخاوت ہے۔ اور

اپنا مال خرچ کرنے سے زیادہ اعلیٰ درجہ کی سخاوت ہے۔

استاذ (ابوعلی وقاق رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ مطلق غیرت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام میں اپنے غیر کی شرکت کو اس چیز میں مکروہ سمجھے وہ مطلق غیرت کی تفسیر ہے اور جب غیرت کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کی جاوے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ساتھ بندہ کو موصوف کیا جاوے تو اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ کسی شے کیلئے غیرت کرے اور یہ قسم بندہ کی جانب سے باری تعالیٰ کے حق میں صادر ہوسکتی ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ بندہ یہ چاہے کہ وہ اپنے حالات میں کوئی حال اور اوقاتِ زندگی میں سے کوئی سانس حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے خرچ نہ کرے تو اس کی صورت میں مشارک (جو غیرت کی تفسیر میں ماخوذ ہے) اس سے مراد یہ ہوگی کہ غیر اللہ کو اپنے حالات و معاملات میں شریک نہ ہونے دے (اور ظاہر ہے کہ یہ صفت محمود ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو کسی درجہ میں بھی شریک کرنا مذموم ہے۔

اور دوسری قسم غیرتِ عبد کی یہ ہے کہ کسی شے پر غیرت کرے اور وہ بندہ کی جانب سے حق تعالیٰ کی شان میں صادر نہ ہونی چاہئے۔ اور صورت اس کی یہ ہے کہ کوئی بندہ اس میں بخل اور غیرت کرے کہ حق تعالیٰ کسی دوسرے پر کیوں مہربان ہو۔ اور اس صورت میں مشارکت (جو تفسیر غیرت میں ماخوذ ہے) یہ ہوگی کہ کسی غیر کی شرکت بندہ کے ساتھ قربِ خداوندی میں ہو۔

(اور غیرت کی یہ دوسری قسم) جہالت ہے۔ کیونکہ اس کا مقتضی تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو اس کے سوا نہ کوئی پہچانے اور نہ کوئی اس کو ذکر کرے اور بعض اہل حال سے جو اس قسم کی غیرت منقول ہے وہ حالتِ سکر (از خود رفتگی) پر محمول ہے

جیسا کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو راحت کس وقت نصیب ہوسکتی ہے۔ فرمایا کہ جب میں یہ دیکھوں کہ (میرے سوا) کوئی اس کا ذکر کرنے والا نہیں۔ یہ سب مضمون رسالہ قشیریہ سے تغیر الفاظ کے ساتھ ماخوذ ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ استقامت یہ ہے کہ وقت (حاضرہ) کو قیامت سمجھو یعنی ایسا سمجھنے سے تمام احوال واعمال میں استقامت پیدا ہوجائے گی۔

میں نے استاد ابوعلی وقاق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اخلاص اس کا نام ہے کہ (اپنے اعمال میں مخلوق پر نظر کرنے سے بچے (یعنی نہ ان کی وجہ سے کوئی عمل اختیار کرے نہ چھوڑے جو کچھ کرے خدا کیلئے کرے) اور صدق یہ ہے کہ نفس مطالعہ سے پاک رہے (یعنی اپنے عمل میں نفسانی خواہشات اور اتباع ہوئی سے باز رہے) پس مخلص میں ریا نہیں ہوسکتی اور صادق کو خود بینی، تکبر نہیں ہوسکتا۔ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۵ھ) فرماتے ہیں کہ اخلاص اس کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا کہ اپنے اخلاص میں سچا ہو اور اخلاص پر ہمیشہ قائم رہے اسی طرح صدق بغیر اس کے مکمل نہیں ہوسکتا کہ اپنی سچائی میں مخلص ہو اور اس پر مداومت کرے اور حضرت یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں) فرماتے ہیں کہ جب لوگ اپنے اخلاص کو خود بھی مشاہدہ کرنے لگیں۔ (یعنی اس پر نظر ہونے لگے کہ ہم مخلص ہیں) تو ان کا اخلاص ان کا محتاج ہوگیا کہ اب اس سے بھی اخلاص پیدا کریں۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ وجہ یہ ہے کہ اپنے اخلاص پر خود نظر ہونا اس کی دلیل ہے کہ وہ اپنے اخلاص میں سچے نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ سے اوپر نقل ہوچکا ہے اور اخلاص بدون صدق کے مکمل

نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت مصری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد مذکور سے معلوم ہوا۔ پس اپنے اخلاص پر خود نظر ہونا علامت اخلاص کے غیر مکمل ہونے کی ہے اس لئے یہ اخلاص محتاجِ اخلاص ہوگیا۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۷ھ) فرماتے ہیں کہ لوگوں کی وجہ سے عمل کو چھوڑ دینا ریا ہے اور ان کی وجہ سے کوئی عمل اختیار کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے حق تعالیٰ تمہیں ان دونوں آفتوں سے محفوظ رکھے۔

توبہ کی ابتداء یوں ہوئی ہے کہ دل میں ایک ''نورِ معرفت'' پیدا ہوتا ہے۔ یعنی ایک روشنی نصیب ہوتی ہے۔ اور اس نور کی روشنی میں اُسے دکھائی دیتا ہے کہ گناہ ایک زہر قاتل ہے۔

اور یہ زہر اس نے بڑی مقدار میں کھالیا ہے۔ تو جس طرح دنیا میں زہر کھانے والا شخص یا جسے کسی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو پشیمان اور خوفزدہ ہوکر اپنے بچاؤ کی ہر تدبیر کرتا ہے اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس زہر کا اثر زائل ہوجائے اور وہ ہلاکت سے بچ جائے۔

اسی طرح توبہ کی طرف مائل ہونے والا شخص جب یہ محسوس کرتا ہے کہ میری تمام شہوت پرستیاں دراصل اس شہد کی مانند تھیں جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ کھاتے وقت تو بڑا لذیذ اور شیریں معلوم ہوتا رہا لیکن انجام کار سانپ کے ڈنک کی طرح زہر سے بھرپور نکلا۔ اب اگر اسی زہر کو وہ اپنے ساتھ لے کر مرا تو ہلاکت وعذاب میں جا پڑے گا۔

پس اس وقت گناہ کی پشیمانی اور ندامت اُسے مضطرب کردیتی ہے اور اس کے اندر بے قراری کی ایک آگ لگ جاتی ہے اور اپنے کئے ہوئے گناہوں کی معافی اور تلافی کا ارادہ دل میں بیدار ہوجاتا ہے اور بار بار اس کی زبان سے یہی الفاظ نکلتے ہیں کہ ہائے اللہ! میں پھر کبھی گناہ کے قریب نہ پھٹکوں گا۔ تب اس کی تمام حرکات وسکنات میں ایک انقلاب برپا ہوجاتا ہے۔ وہ ظلم اور جفا چھوڑ کر خلوص اور وفا کے راستے پر آتا ہے۔

پہلے وہ فخر، غرور، غفلت اور سستی کا پتلا تھا تو اب ندامت کے آنسو اس کو غم واندوہ اور فکر کا مجسمہ بنادیتے ہیں۔ پہلے غافل لوگوں کی صحبت اسے مرغوب تھی تو اب اہل معرفت کی صحبت اس کی دل پسند چیز بن جاتی ہے اور بری صحبت سے اُسے وحشت اور نفرت ہونے لگتی ہے۔

پس یہی پشیمانی، یہی ندامت اور یہی بے قراری درحقیقت توبہ ہے۔ اور اس کی جڑ وہ نور ہے جسے ''نورِ ایمان'' یا ''نورِ معرفت'' کا نام دیا جاتا ہے۔ (خلاصہ کیمیائے سعادت بحوالہ الی مغفرۃ)

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

دل کی صفت ایمان و ایقان

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ

اربابِ سعادت اور بزرگانِ دین کی صحبت سے اپنے اخلاق کو درست کرے اور اس پر یقین رکھے کہ دارومدار اس کا ارادت و ریاضت پر ہے۔ ارادت کی حقیقت یہ ہے کہ تھوڑا یا بہت جو کچھ پیر کا حکم و اشارہ ہو۔ اُس کی مخالفت نہ کرے۔ اس لئے کہ پیر کے حکم کی بجا آوری برکات کا سبب ہے۔ اور ریاضت کی راہ یہ ہے کہ نفس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوجائے۔ کیونکہ نفس امّارہ کی موافقت سے ساری آفتیں برپا ہوتی ہیں۔ اور فرائض کا جس طرح حکم دیا گیا ہے اسی طرح اس پر عمل کرے۔ اور عادت پرستی چھوڑ دے۔ عبادت کو عبادت کی طرح انجام دے۔ تعلقاتِ دنیوی کو دل سے نکال پھینکے۔ حواسِ ظاہر و باطن کی ہر طرح حفاظت کرتا رہے۔ کھانا کم کھائے، پانی کم پیئے۔ کم سویا کرے۔ یہ سب ریاضت میں داخل ہے۔ ہرگز ہرگز ابتدائے ریاضت و مشاغل میں کوئی مرید کسی مقام کا طالب نہ ہو اور اس کو نہ دیکھے کہ کشف و کرامت ہم سے کیوں سرزد نہیں ہوتی، اور فلاں فلاں مقصد میں جو مشکلات واقع ہیں وہ کیوں حل نہیں ہوتیں۔ یا یہ نہ سمجھے کہ ہم کو یہ حاصل ہوا، وہ حاصل ہوا، بلکہ ہر حال میں پیرِ مشفق کی طرف رجوع کرے، اور اپنے خیالاتِ فاسد کو کنارے کر دیا کرے، جب مرید سلوک میں ثابت قدم

اور صاحبِ استقامت ہوجاتا ہے تو ایسے شخص سے اُمید ہوتی ہے کہ مقامِ وصول وتمکین تک پہنچے گا۔ قاعدے کی بات ہے کہ درخت کی پرورش جب باقاعدہ ہوتی ہے تو پھل بھی اچھا ہوتا ہے۔ اگر درخت پر آفتاب کا سایہ نہ ہو اور تربیت اس کی پوری نہ کی جائے۔ ظاہر ہے کہ درخت کی کیا حالت ہوگی۔ اسی طرح اگر مرید پر پیر کی شفقت نہ رہے اور عمل اس کا درست نہ ہو تو اس کو ریاضت کا کیا پھل ملے گا۔ بہرحال یہ باتیں قاعدہ وضابطہ اور اصول کی تھیں۔

اب ایک ایسی بات بھی سنو جس کے سننے سے تمام نا اُمیدی پر پانی پھر جائے۔ وہ بات یہ ہے کہ طالب جہاں تک ہو کام کئے جائے۔ طالب کو بہت ایسی خرابی کا سامنا ہے۔ اس لئے اعضاء وجوارح آلودۂ معصیت ہیں۔ خیر ہیں تو ہوا کریں اس سے تم اپنی راہ کھوٹی کیوں کرتے ہو؟ چلے چلو۔ ہائے ہائے: اس راز کو تم نہیں جانتے ہو۔ جوارح کی صفت اگر فسق وفجور ہے تو دل کی صفت ایمان وایقان۔ وہاں دل کا اعتبار ہے جوارح بے کار، وہاں دل منظورِ نظر ہے جوارح مہجور وبے خبر وہاں جو کچھ ہے دل ہے جوارح کچھ نہیں۔

’’اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ‘‘ (اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور تمہارے کاموں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے)۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو واپسی پر لوگ انھیں چار پائی پر لاتے۔ ان میں چلنے یا سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہ رہتی۔ اور کئی دن اسی حالت میں رہتے کہ شدت خوف کی وجہ سے کلام بھی نہ کر سکتے۔ پہلے لوگ جنازہ کے پاس آواز پست رکھنا اچھا جانتے تھے اور جو بلند آواز سے بولے اسے جھڑکتے اور کہتے تو سخت دل ہے، تیری نگاہ میں موت عبرت نہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے پاس ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کو ڈانٹا اور کئی دن تک اس سے کلام نہ کیا۔ نیز مروی ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو قبرستان میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اس سے خفا ہوئے اور کہا، تو منافق ہے۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، دل کے علاج کے لئے جنازہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ ابراہیم زیات رحمۃ اللہ علیہ جب کسی کو میت پر روتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے، اے دوست! تو اپنے اوپر رحم کر، کیونکہ میت تو تین مصیبتوں سے نجات پا چکی ہے۔ (۱) ملک الموت کو دیکھنا۔ (۲) موت کی تکلیف کو برداشت کرنا۔ (۳) بدانجامی کے خوف سے بچنا۔ برخلاف تیرے۔ عنقریب اس کے متعلق اور ذکر آئے گا۔ والحمد للہ رب العٰلمین

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نورِ مجسم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
فیضِ مسلسل رحمت پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

ہر ہر وصف کے مظہرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
شانِ الٰہی صورتِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

گلشنِ عشقِ خدا کے مالک ملکِ محبیت کے والی
محبوب اور محبِّ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

ختمِ رسل سردارِ خلاق اشرفِ عالم سب سے فائق
رشکِ مسیح و نازشِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

صدرِ نبوت فخرِ رسالت مایۂ نازِ عز و جلالت
ساری بزرگی جن میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم

ہادیِ جن و انس و ملک کے، رہبرِ اہلِ ارض و فلک کے
بزمِ ہدیٰ کے صدرِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم

باعثِ خلقِ کون و مکاں بھی ابرِ رحمت ہر دو جہاں بھی
بخشش و رحمت جن کی مسلم صلی اللہ علیہ وسلم

چہرۂ انور مہرِ منور، قلبِ مصفّٰی پاک و مطہر
ہر ہر لفظ ہے جن کا ملہم صلی اللہ علیہ وسلم

روح پہ وہ اسرار کی بارش، قلب پہ یوں انوار کی بارش
ہر دن ہر دم چھم چھم، چھم چھم صلی اللہ علیہ وسلم

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

عقیقہ کے چند ضروری مسائل

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ

سوال: سائل کا بیان ہے کہ یہاں لڑکیوں کی شادی ہے اور میں ان کی شادیوں میں بچوں کے عقیقہ کرنا چاہتا ہوں، میرا خیال ہے کہ ایک جانور لے کر اس شادی میں شامل کروں اور اپنے عزیزوں اور بارات والوں کو سب ہی کھلا دوں گا، اگر ایسا جائز ہو تو مطلع فرمائیں، میں عقیقہ کیلئے بھینس یا اسکی نسل کا جانور لینا چاہتا ہوں، اور عقیقہ میں ایک لڑکی شامل ہے جس کی بارات آرہی ہے، اور تین لڑکے اس طریقے سے کہ ایک جانور میں تین لڑکوں کے عقیقہ اور ایک لڑکی کا کرنا چاہتا ہوں، آپ بوضاحت جواب سے مطلع فرمائیں؟

جواب: اگر آپ ایک بھینس یا اس نسل کا جانور جس کی قربانی درست ہوتی ہو ذبح کریں اور تین لڑکوں کے اور لڑکی کے عقیقہ کی نیت اس میں کرلیں، اور شادی میں جو مہمان آئیں ان کو بھی اس کا گوشت کھلا دیں تو شرعاً درست ہے۔

سوال: میری لڑکی کی عمر بیس سال ہے، کسی وجہ سے اس کا عقیقہ نہ کرا سکا، اگر اب اس کا عقیقہ کراؤں تو کس طرح سے؟

جواب: عقیقہ کوئی لازم اور ضروری چیز نہیں جس کی قضا لازم ہو، اگر دل چاہتا ہی ہے، تو ایک بکری ذبح کرکے کچا گوشت یا پکا کر تقسیم کردیں یا کھلا دیں، عقیقہ ہوجائے گا۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

اذان و اِقامت کی سنتیں

۵) فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہا جائے گا۔

۶) اِقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دیا جائے گا لیکن قدقامت الصلوۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہا جائے۔

۷) اذان کا جواب دینے کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ درود شریف پڑھ کر یہ دُعاء پڑھیں جو بخاری شریف کتاب الاذان میں منقول ہے۔

۸) اذان کے بعد کی دُعاء:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

ترجمہ: اے اللہ! اس پوری پکار کے رب! اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وسیلہ عطا فرما اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۵۶) بے ضرورت ستر کھولنا۔

اسلام کا پہلا فرض ستر چھپانا ہے مرد نیکر، چڈّی پہن کر ماں باپ کے سامنے کیا سب کے سامنے گھومتا ہے نہاتا ہے۔ مزدور بلا جھجک گھٹنے کھول کر کام کرتا ہے یہاں تک کہ عورتوں کا اب گردن، بازو، سینہ تک کھلا رہتا ہے یا چست لباس سب ظاہر کرتا ہے۔ حدیث میں ہے ایسے اشخاص جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گے۔

گناہ کے نقصانات

(۵۷) ناحق فیصلہ کرنے اور عہد شکنی کرنے سے دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
ربیع الاول ۱۴۴۴ھ اکتوبر 2022ء

(۴) الایمان بالرسل

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۹ ولی لوگوں نے دل کے سنوارنے اور اخلاق کے درست کرنے کے طریقے قرآن وحدیث کے موافق اپنے دل کی روشنی سے سمجھ کر بتلائے ہیں ایسے لوگ "شیخ طریقت" کہلاتے ہیں، شیخ بہت ہوئے مگر ان میں چار زیادہ مشہور ہوئے، ان سے اچھا گمان رکھے اپنے دل کو سنوارنے اور اخلاق کو درست کرنے میں ان کی پیروی کرے۔

عقیدہ:۱۰ جو اللہ کے ولی اور دوست ہیں وہ سب کے سب محبت اور تعظیم کے لائق ہیں، ان سے بغض اور مخالفت نہ کرے، ان کیلئے دعاء خیر کرتا رہے، انکی جو بات خلافِ شرع ہو اس پر عمل نہ کرے، ان کی بات کی بہتر تاویل کرے یا ان کو معذور سمجھے۔

عقیدہ:۱۱ ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائے اس کو روزی دینے اولاد دینے، بلائیں دور کرنے جیسے خدائی کاموں کا اختیار نہیں رہتا، وہ بھی عام انسانوں کی طرح اللہ کا بندہ اور محتاج ہے اور اس کے حکم کا پابند ہے۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

اپنے کرم سے کرنا مجھ کو بھی ان میں شامل
جن پر عذاب ہوگا یارب حرام تیرا

محشر میں ہو پہنچ کر اس تشنہ لب کو حاصل
تیرے نبی کے ہاتھوں کوثر کا جام تیرا

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)